نعتیہ شاعری کا معتبر نام

تلک راج پارس

شہاب الدین شاہ قنوجی

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں
(کنور مہندر سنگھ بیدی)

سر زمین ہندوستان گنگا جمنی تہذیب کا گہوارہ ہے۔اس لیے کنور مہیندر سنگھ جب اس شعر کو پڑھتے ہیں تو کوئی حیرت نہیں ہوتی اور عبدالرحیم خان خاناں جب برج بھاشا میں کرشن پد لکھتے ہیں تو تعجب نہیں ہوتا۔ آج کے دور میں بھی ایسی انوکھی شخصیات موجود ہیں جو ہندوستان سے لے کر بیرونی ممالک تک مقبول ہیں اور انھیں مقبول بنانے میں سوشل میڈیا کا بھی بڑا اہم رول ہے۔

میں بات کررہا ہوں جنبل پور میں مقیم استاد شاعر جناب تلک راج پارس کی جنہوں نے پانچ ہزار سے زائد نعت مبارکہ لکھ کر صرف 'انڈیا بک آف ورلڈ ریکارڈز' میں اپنا نام درج کرایا ہے بلکہ محبان محمد مصطفی ﷺ میں اپنا نام بھی ہمیشہ کے لیے درج کرالیا ہے۔

آپ کی پیدائش 23 جنوری 1953 میں ہوئی اور ایک معجزاتی مرحلے نے آپ کو سرچشمۂ نبوتؐ کی طرف رخ کرنے پر مجبور کر دیا۔ 1978 میں باقاعدہ آپ نے شاعری کا آغاز کیا اور اب تک پانچ ہزار سے زائد نعت مبارکہ آپ لکھ چکے ہیں۔

تمام شہرت یافتہ نعت خواہوں نے آپ کی نعت مبارکہ پڑھی ہیں جن میں فیضان نظامی محمد افتخار نقشبندی (کراچی) خان بابر، خان حسن (لاہور) گل نسرین ملتان، محمد حامد حمزہ قصوری، محمد علی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بات کرتے ہوئے وہ جن القاب کا استعمال کرتے ہیں ان سے ان کی دلی کیفیت کا ازحد اندازہ ہو جاتا ہے: ''حضرت محمد ﷺ انسانیت کا سب سے عظیم پیغمبر، محسن انسانیت، یتیموں کا مسیحا، غریبوں کا سہارا۔''

نعتیہ کلام کا لکھنا اپنے آپ میں قدرت کی عطا ہے، اس میں زبان پر عبور، فنی صلاحیتوں اور وسیع مطالعے کی اشد ضرورت ہوتی ہے، اس کے علاوہ نوک و پلک کا احتیاط، لفظوں کا انتخاب اور مبالغہ آرائی سے کلام کو پاک رکھنا نعت گوئی میں کمال پیدا کرتا ہے۔ بابا تلک راج پارس جب نعت مبارکہ لکھتے ہیں تو یہ ساری خوبیاں ان کی نعتوں کو خاص بنا دیتی ہیں۔

سرچشمہ نبوت سے متعلق کلام کہنا اپنے آپ میں سعادت کی بات ہے اور بابا پارس صاحب کی نعتوں میں یہ محبت کرشاتی انداز میں نمودار ہوتی ہے۔ان کی 63 کتابیں محبان پیمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہونے کے لیے تیار ہیں۔

پاکستان کا ڈیلی اردو اخبار جو سوات سے 'شمال' کے نام سے نکلتا ہے، اپنے ایڈیٹوریل میں لکھتا ہے کہ 'بابا پارس سے ٹیلیفونک بات چیت کرتے ہوئے یہ واضح ہوا کہ تقریباً 63 نعتیہ شعری گلدستے آپ کے پاس تیار ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے بھی برابر ہیں، وہ ادب پرور حضرات کو اپنا ساتھ دینے کی گزارش کرتے ہیں کہ وہ بابا پارس کے اس عالمی شاہکار کو پورا کرنے میں امداد کریں۔ بابا پارس کا کہنا ہے کہ 'میری زندگی کا حاصل یہ نعتیہ مجموعے ہیں میں نے اپنی زندگی سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نذر کر رکھی ہے۔'

اب تک آپ کی سات کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں جن کے نام اس طرح ہیں: غزلیات کی دو کتابیں 2002 میں شائع ہوئیں جن کے نام اس طرح ہیں: (1) پتے شور مچاتے ہیں، (2) تیرے لیے۔

نعت مبارکہ کی 4 کتابوں کے نام اس طرح ہیں: (1) الف مصطفیٰ، (2) وہی نبیؐ ہے، (3) نور کی زنجیر، (4) نور مدینہ۔

'الف مصطفیٰ' ایک ہزار اشعار پر مشتمل ایک نعتیہ کلام ہے، جس کو 'انڈیا ورلڈ ریکارڈس' میں درج کیا گیا ہے اور اس پر انھیں سند بھی تفویض کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ ان کی نعتوں کا پانچواں مجموعہ 'وہ نور محمدؐ ہے' جلد ہی منظر عام پر آنے والا ہے۔

ایسی قابل فخر شخصیات کے بارے میں جان کر رشک ہوتا ہے۔امید ہے کہ امت مسلمہ ان بیش قیمتی تحائف کو قبول کرے گی اور تلک راج پارس کو 'شاعر اسلام' ہونے کی حیثیت سے قبول کرے گی۔■

Mobile: 8299642677

جناب تلک راج پارس نے پانچ ہزار سے زائد نعت مبارکہ لکھ کر نہ صرف 'انڈیا بک آف ورلڈ ریکارڈس' میں اپنا نام درج کرایا ہے بلکہ محبان محمد مصطفی ﷺ میں اپنا نام بھی ہمیشہ کے لیے درج کرالیا ہے۔

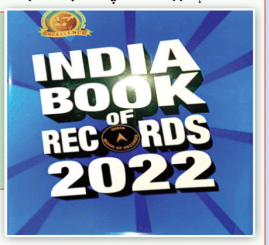

تلک راج پارس کی

نعت

ازل سے اب تک جو کُن کا مرکز بنا ہوا ہے وہی نبیؐ ہے
خدائے برتر کے نور سے جو بدن ڈھلا ہے وہی نبیؐ ہے

جو آپ بولے وہ حکم ربی وہی سلیقہ وہی ہدایت
جو صرف رب کے لیے زباں کو چلا رہا ہے وہی نبیؐ ہے

نبیؐ کا کہنا خدا کا کہنا خدا کا کہنا نبیؐ کا کہنا
خدا نے جس کے لیے یہ جملہ ادا کیا ہے وہی نبیؐ ہے

وہ چاند کا ہو کہ شمس کا ہو، وہ کنکری کا یا پیڑ کا ہو
خدا کی مرضی سے معجزے جو دکھا رہا ہے وہی نبیؐ ہے

عطائیں اس کی عظیم تر ہیں وسیلہ جس کو بنایا رب نے
جو دے رہا ہے وہی خدا ہے دلا رہا ہے وہی نبیؐ ہے

دعا نہ ان کی قبول کی تو جناب آدم کو دھیان آیا
جو نام عرش معلیٰ پہ کب سے لکھا ہوا ہے وہی نبیؐ ہے

جناب موسیٰ بھی تھے پیمبر وہ نور حق کی نہ تاب لائے
خدا سے مل کر کلام کر کے جو آ رہا ہے وہی نبیؐ ہے

بشارتوں کی حدوں میں کھو کر تلاش کر اپنے رب کو پارس
جو رحمتوں کے تمام پردے اٹھا رہا ہے وہی نبیؐ ہے

نعت

عقیدت سے نعت نبیؐ جب لکھی ہے
مجھے یوں لگا روشنی مل گئی ہے

حبیب خدا ہیں حبیب خدا یہ
مقام نبیؐ ہے یہ شان نبیؐ ہے

زمیں، آسماں، چاند، سورج، ستارے
نبیؐ کے ہی صدقے میں دنیا بنی ہے

محبت نبیؐ کی دلوں میں بسی تھی
محبت نبیؐ کی دلوں میں بسی ہے

یقینا یہ ذکر نبی کی ہے برکت
فضا خوشبوؤں میں نہائی ہوئی ہے

تمام انبیاء کی ملی ہے امامت
یہی ہے صداقت، حقیقت یہی ہے

سمجھ اس کو یاسینؔ رب کی عنایت
حبیب خدا کا جو تو امتی ہے

یاسین انصاری
Bah Adda
ETAWAH-206001(U.P)
Mobile :9690433139

بے خوف صحافی، مصنف اور شاعر

مولانا عطاء الرحمٰن وجدی

شاہد زبیری

مولانا عطاء الرحمٰن وجدی ایک ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے۔مولانا کی زندگی اسلام کی سربلندی، اسلام کی سرفرازی اور ملّتِ اسلامیہ کے عزت و وقار کی جدو جہد سے عبارت ہے۔ان کی فکر اور ان کے نظریات سے اختلاف کرنے والے اور ان کے شدید ترین مخالفین بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی ساری تگ و دو اور زندگی کا محور اس کے سوا کچھ اور نہیں رہا۔عنفوانِ شباب سے لے کر عمر کے آخری پڑاؤ تک حالتِ صحت ہو یا حالتِ مرض، آزاد فضاء ہو یا جیل کی کوٹھری، دین کی بلندی اور دین کی سرفرازی ان کی زندگی کا مقصد ٹھہری۔ ان کی زبان نے اسی کے نغمے گائے اور ان کے قلم نے اسی کے قصیدے لکھے، صحافت بھی ادب بھی اور شاعری بھی اس مقصد کیلئے وقف رہی ہے۔ان کے ناقدین کا ماننا ہے کہ ان کے مذہبی خیالات و نظریات میں شدت اور سیاسی وملّی معاملات میں جذباتیت پائی جاتی ہے۔

مولانا عطاء الرحمٰن وجدی نے قریش برادری کے ایک خوشحال اور متمول گھرانہ میں اپنے آبائی مکان ڈھولی کھال شوکت علی روڈ سہارنپور میں 1936 میں آنکھیں کھولیں۔تعلیم مسوری اور دہرہ دون کے اسکولوں کے علاوہ سہارنپور کے اسلامیہ انٹر کالج میں پائی۔اردو فارسی پر دسترس، انگریزی سے واقفیت اور عربی سے شناسائی جو مطالعہ قرآن کا فیض ہے۔ہر چند کہ مردِ تصوف کی چاشنی سے کام و دہن کو انہوں نے نا آشنا رکھا لیکن مزاج میں درویشی اور قلندری ہے۔اقبالؒ کی شاعری سے خارا شگافی سیکھی، حالات اور تجرباتِ حوادث نے جرأت و حوصلہ بخشا، اقتدار وقت کے آگے ذرے نہ جھکے، جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ عالمِ اسلام کے ممتاز مفکر اور تحریکِ اسلامی کے قافلہ سالار اور جماعتِ اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی فکر اور ان کی تحریر کی زنجیر کے اسیر ہو گئے، مولانا مودودیؒ کے انتقال پر 'غروبِ آفتاب' لکھی، 'مولانا مودودیؒ کے افکار و تاثرات' نام سے دوسری کتاب لکھی جس کو مکتبہ الحسنات نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب زبان و بیان کے اعتبار سے مولانا وجدی کی پُراثر نثر نگاری کا مرقع ہے۔'مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک کی کہانی' ان کی تیسری اور 'نقوشِ زنداں' کے نام سے ان کی چوتھی کتاب ہے جو ایّامِ اسیری کی داستان ہے۔مولانا مودودیؒ کے علاوہ انہوں نے تحریکِ اسلامی کے دیگر مفکرین میں حسن البنا، سیّد قطب شہیدؒ کے علاوہ جمال الدین افغانیؒ اور علامہ اقبالؒ کی اسلامی فکر اور نظریات کو زندگی کا مقصد بنا لیا اور پھر کبھی پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھا۔قلم کو اسی کے لیے وقف کر دیا جس کے طفیل سنّتِ یوسفی کی سعادت پائی۔جوانی کے ایّام میں شاعری کا ذائقہ بھی چکھا اور کامیاب غزلیں کہیں وجدیؔ تخلص رکھا، مولانا وجدی کے نام سے شہرت پائی لیکن شعری سرمایہ محفوظ نہیں رکھا اور کوئی شعری مجموعہ منظر عام پر نہیں آیا۔

صحافت کا چسکہ تو 1965 میں 'ہفت روزہ ہیباک' اور ایڈیٹر ہیباک مولانا زکریا اسعدی مرحوم کی قربت سے لگ گیا تھا، صحافت کا باقاعدہ آغاز 'سہ روزہ' دعوت' سے اس کے نمائندے کی حیثیت سے کیا۔20 جون 1966 کو 'پندرہ روزہ ایوم' نکالا جس کا دفتر ڈھولی کھال شوکت علی روڈ پر تھا ۔ پرچہ کی قیمت 18 پیسے اور سالانہ 4 روپے تھی۔ یہ پندرہ روزہ اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ قریش برادری کے مسائل اور اصلاحِ معاشرہ کے مقصد کو سامنے رکھ کر نکالا گیا تھا، لیکن نہ معلوم وجوہات کی بناء پر کچھ عرصہ بعد یہ پندرہ روزہ بند ہو گیا۔مولانا عطاء الرحمٰن وجدیؔ اس وقت تک نام کے آگے وجدی تخلص کی بجائے قریشی لکھتے تھے۔ اس کے پہلے اداریے کا عنوان تھا 'خدا کے نام سے' 20 مئی 1975 کو 'پندرہ روزہ تنقیحات' شروع کیا جو 8 صفحات پر شائع ہوتا تھا قیمت 50 پیسے اور سالانہ 10 روپے تھی۔دفتر کا پتہ محلہ قضاۃ درج تھا۔ اس کے بعد کے شماروں میں دفتر کا پتہ بھی تبدیل ہوتا رہا ہے ۔پہلے شمارے کے اداریہ 'خدا کامیاب کرے' کے عنوان سے تحریر کیا جس کے تحت اخبار کے مقصد واضح کیا گیا اور لکھا کہ 'تنقیحات' کا اجراء جس عظیم منزل کی جانب ایک قدم ہے وہ منزل ہندوستان میں تحریک اقامتِ دین کی حمایت، اخوتِ اسلامی کا استحکام اور جدید و قدیم جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتی ہوئی انسانیت کو چراغِ مصطفویؐ کے نور سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کرنا ہے لیکن مقصد کی عظمت اور ہماری بے مائیگی میں بعد المشرقین کی سی کیفیت ہے مگر ہماری تمنّا ہے کہ ہم بھی اس قافلہ میں شامل رہیں جس کی گردِ راہ بھی تختِ کسریٰ اور تاجِ قیصر سے زیادہ قیمتی ہے۔'' پہلے شمارہ کی بابت ممتاز صحافی مولانا محمد عثمان فارقلیطؒ ایڈیٹر الجمعیۃ کا ایک مکتوب گرامی ہے جس میں مولانا فارقلیط ؒ نے پہلا شمارہ ملنے پر اپنے تاثرات ارسال کیے ہیں۔ شدید علالت میں تحریر کیے گئے اس مکتوب میں مولانا فارقلیطؒ نے 'تنقیحات' کے اجراء پر دعائیہ کلمات لکھے کہ' خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ہمت کر کے میدان میں نکل آئے۔اخبار کی صحیح نہج قائم کر کے اس کے استحکام پر توجہ دیجیے۔اسی مکتوب میں مولانا فارقلیطؒ نے اپنی ضعیفی، نقاہت اور بیماری کا بھی ذکر کیا ہے کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اسی ماہ میں گیارہ دن تک منہ سے خالص خون کثرت سے آتا رہا اس کے اثرات سے ضعف حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ خدا سے رحم کی رخواست ہے آگے رقمطراز ہیں کہ خود میری آرزو تھی کہ ایسا کوئی مجلّہ شائع ہو جس میں عصرِ حاضر کے بنیادی سوالات کو اسلام کی تعلیم کی روشنی میں حل کیا جائے اور بتایا جائے کہ سائنس اور جدید علوم سے اسلام کہاں تک موافقت کرتا ہے اور کس حد پر جا کر رکتا ہے۔اسلام کے مخالفین جن جدید ہتھیاروں سے اسلام پر حملہ آور ہیں ان کی مدافعت کی شکل کیا ہو۔مگر افسوس ہے کہ راقم کو ایسے باخبر علماء میسر نہیں آسکے اور جو ہیں وہ اپنے طرز پر اپنے افکار شائع کر رہے ہیں۔میں ہر اس مجلّہ سے تعاون کرنا چاہتا تھا جو جدید مسائل پر عاقلانہ تبصرہ کرے مگر اب معذور ہو گیا ہوں سوائے دعاء کے میرے پاس کیا دھرا ہے۔'' مولانا فارقلیطؒ کے اس دردمندانہ اور حالات کی عکاسی کرنے والے طویل مکتوب پر 26 مئی 1975 کی تاریخ درج ہے۔ یہ مکتوب 5 جون 1975 کے آخری صفحہ 8 پر شائع کیا گیا ہے۔تنقیحات کے مشمولات میں سرورق مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ یا سیّد قطب شہیدؒ جیسے کسی تحریکِ اسلامی کے قائد کی تحریر کا کوئی اقتباس ہوتا تھا ۔اداریہ عام طور پر اس وقت کے حالات پر ہوتا تھا ، وارانہ فسادات پر بھی ایسے ہی سخت اداریے شائع کیے گئے جن سے مولانا وجدی کے قلم کی کاٹ کا اندازہ ہوتا ہے۔اسلامی نظام کی برتری، مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار کی بحالی، ملّی مسائل، ملّی سرگرمیوں اور ملّی کانفرنسوں کی روداد اور تجاویز پر اداریے تحریر کیے گئے ہیں ۔علاوہ ازیں جمعیۃ علماء کے ساتھ ساتھ کمیونسٹوں پر بھی اخبار میں گرفت کی جاتی رہی۔عالمِ اسلام کے واقعات، بلّی اور تحریکِ اسلامی کی خبریں اخبار کی زینت بنتی رہیں۔اپنے کالموں اور مشمولات کے لحاظ سے 'تنقیحات' ایک مکمل اخبار تھا جو مسلمانوں اور خاص طور پر اسلامی نظریات کا ترجمان تھا۔ابتداء کے کچھ شماروں میں اخبار کا نام بلاک سے تیار کردہ سرخ اور سبز رنگوں میں شائع ہوتا رہا۔اخبار کے ٹائٹل کے ڈیزائن سے لے کر اخبار کی مکمل طباعت اس وقت کے معروف خوش نویس ظہیر الاسلام مرحوم کرتے تھے اور محبوب پریس دیوبند میں لیتھو مشین پر چھپتا تھا۔

جب ایک کل ہند تنظیم تحریکِ وحدت اسلامی نام سے وجود میں آئی تو اس تنظیم نے ایک سہ ماہی رسالہ 'وحدت جدید' کے نام سے اکتوبر 2007 میں شروع کیا جس کا مدیر مسئول مولانا وجدی کو بنایا گیا۔بعد میں یہ ماہانہ ہو گیا۔'وحدت' کے پہلے شمارے کے طویل اداریے میں 'تصریحات' کے عنوان سے جو اداریہ مولانا وجدی نے تحریر کیا، اس میں جہاں عالم اسلامی کی زبوں حالی اور اسلامیانِ ہند کی آزمائشوں کا ذکر کیا ہے، اس اداریہ میں اردو صحافت کو درپیش حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ 'نامِ خدا آج ہم ایک رسالہ کا پہلا اداریہ ایسے ماحول میں لکھ رہے ہیں جب اردو اخبار یا رسالہ نکالنا فرزانوں کا نہیں، دیوانوں کا کام ہو کر رہ گیا ہے، ہمارے اکثر رسالے اور جرائد اس وقت دم توڑ دیتے ہیں، جب ان کا ایک دائرہ تعارف وجود میں آتا ہے۔ دلفریب سرکاری و سیاسی وعدے محض وعدے ہی ہیں جن کے پورا ہونے کی امید کم سے کم ہی کی جاتی ہے، اردو کو مادری زبان کہنے والوں کا رویہ بھی حد درجہ دل شکن ہے، ایک طرف اردو زبان اور رسم الخط کو مٹح کرنے بلکہ ناپید کر نے کا عمل جاری ہے تو دوسری طرف اردو والوں کی بے خبری اور بے حسی ایک لاعلاج اور جان لیوا بیماری مختصر یہ 'ابن مریم ہوا کرے کوئی/ میرے دکھ کی دوا کرے کوئی' اسی اداریہ میں آگے لکھتے ہیں کہ معاشی اغراض و مفادات اگر کسی رسالے کے اجراء کا محرک ہوں تو کچھ دن اطمینان کی سانس لینے کو مل جاتے ہیں لیکن اعلیٰ نصب العین کی خدمت اور اصولوں کی پابندی کے ساتھ قلم و قرطاس سے کام لیا جائے تو راستہ سخت دشوار اور پُرخار ہو جاتا ہے۔اس حال میں توکل علی اللہ کے علاوہ اور کیا سہارا ہو سکتا ہے جو اس جرأتِ رندانہ پر آمادہ کر سکے ۔۔۔اس سب کے باوجود ہم صرف اور صرف رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر 'وحدت' کے نام سے ایک کاروشوار کا آغاز کر رہے ہیں خدا ہمارا حامی و ناصر ہو'

مولانا عطاء الرحمٰن وجدی کے صاحبِ فراش ہونے کے بعد بھیؔ 'وحدت' میں ان کا نام چیف ایڈیٹر اور مدیر مسئول اور پرنٹر پبلشر کے طور پر آج بھی شائع ہوتا ہے ۔زبان و بیان اور صحافتی نقطۂ نظر سے یہ رسالہ ہندوستان سے شائع ہونے والے ملّی رسائل میں الگ اپنی شناخت رکھتا ہے ۔ایک عرصہ تک تمام رسالہ کی تیاری سہارنپور میں مولانا وجدی کی نگرانی میں ہوتی رہی مقام اشاعت میں ابوالفضل ۔ 11، شاہین باغ ، جامعہ نگر اوکھلا کا پتہ درج ہے۔مولانا کی علالت کے بعد رسالہ کی تیاری دہلی میں ہی ہو رہی ہے ۔ وجدی صاحب کو اعصابی تشنج کے دورے تو پہلے سے پڑتے رہے پھر بھی وہ فعال رہے لیکن اپریل 2016 میں بریلی کے ایک جلسۂ عام میں اسٹیج سے مجمع کو خطاب کرتے ہوئے فالج کا شدید ترین حملہ ہوا۔علاج کے باوجود صحت دن بدن گرتی رہی اور مسلسل بستر پکڑلیا۔اب جب دل اور دماغ پر قابو نہ رہا تو جسم کے دوسرے اعضاء نے بھی حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے، پلّے جلّے کی سکت نہیں رہی اور بیماری نے یادداشت کو بھی متاثر کر دیا ہے۔ جس وقت یہ سطریں قلم بند کی جا رہی ہیں مولانا وجدی چراغِ سحری ہیں اور زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔مولانا وجدی کی صحت نے جب تک اجازت دی، انہوں نے 'تصریحات' کے مستقل عنوان سے 'وحدت' کے مسلسل اداریے لکھے، یہ اداریے ہندوستان کے مسائل کے ساتھ عالم اسلام کا احاطہ کرتے ہیں اور مولانا وجدی کے 'تنقیحات' کے اداریوں کے مقابلہ کہیں زیادہ معیاری ہیں، اداریوں کی زبان اور اسلوب بھی 'تنقیحات' سے بہت بہتر ہے لیکن فکرِ اسلامی میں کوئی فرق نہیں اور مقصد سے سرمو انحراف نہیں، اداریوں کا مرکز و محور اسلام کی حقانیت اور برتری، اسلامی نظام کی اہمیت اور وکالت اور حرم کی پاسبانی رہا، مسالک اور مکاتبِ فکر کی ذلی نہیں بجائی، ہمیشہ تقی اتحاد کے ترانے گائے ہیں۔مولانا عطاء الرحمٰن وجدی کی زندگی کی ترجمانی ان کے جن اشعار سے ہوتی ہے وہ درج ذیل ہیں:

سوئی ہوئی دنیا کو بیدار کیا ہم نے
فطرت کے ارادوں کا اظہار کیا ہم نے
باطل کی خدائی سے انکار کیا ہم نے
یہ جُرم اگر ہے تو سو بار کیا ہم نے
(عطاء الرحمٰن وجدی)

معاشی اغراض و مفادات اگر کسی رسالے کے اجراء کا محرک ہوں تو کچھ دن اطمینان کی سانس لینے کو مل جاتے ہیں لیکن اعلیٰ نصب العین کی خدمت اور اصولوں کی پابندی کے ساتھ قلم وقرطاس سے کام لیا جائے تو راستہ سخت دشوار اور پُرخار ہو جاتا ہے۔